بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | منگل ۲۰ شعبان ۱۴۰۴ھ ہجری ؛ ۲۲ ہجرت ۱۳۶۳ ہش ؛ ۲۲ مئی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۱۸

اخبار احمدیہ

ربوہ: ۲۴ ہجرۃ / مئی / حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"متلی اور سر میں درد کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔ کمزوری بھی بہت ہے۔"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں اور فضلوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِرشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدا تعالیٰ بندوں کی آزمائش کی خاطر نشان دکھانے میں عمداً تاخیر کرتا ہے

ایمان لانا اُس وقت فائدہ دیتا ہے جب حقیقت ابھی قدرے مستور ہو

جب غیبی نشان ظاہر ہوتا ہے اُس سے کم لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں!

"اب پھر ذرہ غور کر کے اِس بات کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایمان کس بات کو کہتے ہیں اور ایمان لانے پر کیوں ثواب ملتا ہے..... ایمان لانا اس طرزِ قبول سے مُراد ہے کہ جب بعض گوشے یعنی بعض پہلو کسی حقیقت کے جس پر ایمان لایا جاتا ہے مخفی ہوں اور نظرِ دقیق سے سوچ کر اور قرائنِ مرجحہ کو دیکھ کر اس حقیقت کو قبل اس کے کہ وہ بکلی کھل جائے قبول کر لیا جائے۔ یہ ایمان ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور اگرچہ رسولوں اور نبیوں اور اولیاءِ کرام علیہم السلام سے بلاشبہ نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر سعید آدمی جو خدائے تعالیٰ کے پیارے ہیں اُن نشانوں سے پہلے اپنی فراستِ صحیحہ کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں اور جو لوگ نشانوں کے بعد قبول کرتے ہیں وہ لوگ خدائے تعالیٰ کی نظر میں ذلیل اور بے قدر ہیں۔ بلکہ قرآن کریم باآوازِ بلند بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے بغیر حق کو قبول نہیں کر سکتے وہ نشان کے بعد بھی قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ بالجہر منکر ہوتے ہیں اور علانیہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ شخص کذّاب اور جھوٹا ہے۔ کیونکہ اُس نے کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ اور ان کی ضلالت کا زیادہ یہ موجب ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بھی بباعث آزمائش اپنے بندوں کے نشان دکھلانے میں عمداً تاخیر اور توقف ڈالتا ہے اور وہ لوگ تکذیب اور انکار میں بڑھتے جاتے ہیں یہانتک کہ انکار میں ترقی کرتے کرتے اپنی راؤں کو پختہ کر لیتے ہیں.....

تب اُس وقت عنایتِ الٰہی توجہ فرماتی ہے کہ اپنے عاجز بندے کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے کوئی اپنا نشان ظاہر کرے۔ سو اُس وقت کوئی غیبی نشان ظاہر ہوتا ہے جس سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو پہلے مان چکے تھے اور انصارِ حق میں داخل ہو گئے تھے یا وہ جنہوں نے اپنی زبانوں اور اپنی قلموں اور اپنے خیالات کو مخالفانہ اظہار سے بچا لیا تھا۔ لیکن وہ بدنصیب گروہ جو مخالفانہ راؤں کو ظاہر کر چکے تھے وہ نشان دیکھنے کے بعد بھی اس کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ..... اقرار کرنا ان کے لئے مرنے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد پنجم ص ۳۳۵، ۳۳۶)

ولادت باسعادت

عزیز مکرم سید قاسم احمد صاحب ابن محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور مکرمہ امۃ الغفور صاحبہ بنت مکرم پیر معین الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۴ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولودہ کا نام "درِّعدن" تجویز فرمایا ہے۔

عزیزم مکرم سید قاسم احمد صاحب اور عزیزہ مکرمہ امۃ الغفور صاحبہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بھانجے اور بھانجی ہیں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نومولودہ کو اپنے فضل سے عمر دراز عطا کرے اور اپنے فضلوں سے معمور طویل زندگی سے نوازے۔

(آمین!)

متقی کے پاس آنے والے بھی بچائے جاتے ہیں

حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"لوگ بہت سی مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی سے بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آجاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔"

(الفاخ قدسیہ ص ۲)

پبلشر: مسعود احمد ؛ پرنٹر: سید عبدالحی ؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ ؛ قیمت ۵۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ

-• ۲۰ شعبان ۱۴۰۴ھ
-• ۲۲ ہجرت ۱۳۶۳ھش

اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندوں کا خاص شعار

عظمت و کبریائی، سطوت و جبروت اور قدرت و مالکیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بے ہمتا کو حاصل ہے۔ زمین و آسمان ان کے مختلف طبقات اور ان کے درمیان جو کچھ ہے وہ ان کا خالق و مالک ہے۔ اس پوری کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر وہ تصرفِ تام رکھتا ہے۔ اسے ہر قدرت اور طاقت حاصل ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔ الغرض وہ مالک الملک، احکم الحاکمین اور علیٰ کلّ شیءٍ قدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ورا الورا ہستی کے اس پہلو کو قرآن مجید میں بڑی شدّ و مد کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسی بناء پر اس نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ بجز اس کی ذات کے کسی اور سے نہ ڈریں۔ صرف اپنے ربّ کی خشیت کو اپنے دل میں جگہ دیں۔ یہ خشیت انہیں ہر ماسوی اللہ کے خوف سے بے نیاز کر دے گی

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ اپنی کبریائی اور سطوت و جبروت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (الجاثیہ آیات ۳۷-۳۸)

ترجمہ:۔ پس اللہ جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور تمام جہانوں کا رب ہے سب تعریف اسی کی ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں سب بڑائی بھی اسی کی ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی عظمت و کبریائی کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتا ہے:۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن آیت ۷۹)

ترجمہ:۔ تیرے جلال اور عزت والے رب کا نام بڑی برکت والا ہے

اب چونکہ سطوت اور جبروت صرف رب السماوات والارض کو حاصل ہے اس لئے صرف وہی بچتا اور باقی رہتا ہے جس کی طرف اُس صاحب جبروت کی توجہ ہو۔ جس کی طرف سے وہ اپنی توجہ ہٹا لے وہ فنا ہو جاتا ہے یعنی باقی رہ ہی نہیں سکتا چنانچہ وہ ذوالجلال والاکرام خود فرماتا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن آیات ۲۷-۲۸)

ترجمہ:۔ اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے خدا کی توجہ ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی اور مالکیت اور غیر محدود قدرت کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ میں اعلان کرایا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (آل عمران آیت ۲۷)

ترجمہ:۔ تو کہہ اے اللہ جو سلطنت کا مالک ہے تو جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے سلطنت لے لیتا ہے جسے چاہتا ہے غلبہ بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو یقیناً ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

جب ہر قسم کی عظمت و کبریائی، سطوت و جبروت، اور قدرت و مالکیت خدائے ذوالجلال والاکرام ہی کو حاصل ہے تو اس کے بندوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ صرف اور صرف اُسی سے ڈریں اور اُسی کو راضی کرنے میں کوشاں رہیں۔ کسی غیر اللہ کے خوف کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ (المائدہ آیت ۴)

ترجمہ:۔ اس لئے تم ان (یعنی ماسوی اللہ) سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام ماموروں کی جنہیں اُس نے اصلاحِ خلق کی غرض سے دنیا میں بھیجا اس صفت کا بطور خاص ذکر فرمایا کہ وہ بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کے اور کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ چنانچہ وہ تمام ماموروں کا یکجائی طور پر ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ (الاحزاب آیت ۴۰)

ترجمہ:۔ (یہی سنت پہلے گزرے ہوئے ماموروں میں جاری تھی) جو اللہ کے پیغام لوگوں تک پہنچا دیتے تھے اور اُس سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور حساب لینے میں اللہ کافی ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندوں کا یہ ایک خصوصی شعار ہے کہ وہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور خوفِ الٰہی انہیں تمام دوسرے خوفوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ ان کے اس خصوصی شعار کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"بے شک دنیا خدا کے نزدیک مردار کی طرح ہے اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے۔ یہ ایک لاعلاج بات ہے جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کی جاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کریں گے۔ ہمدردی کے عوض ہمدردی دکھلائیں گے، اپنے محسن کے حق میں دعا کریں گے۔ عادل بادشاہ کی خدا سے سلامتی چاہیں گے ..... مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بُت نہیں بنائیں گے۔ ہمارے رسول سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا وقع العبد فی الھابیۃ الرب ومھیمنیۃ الصدیقین ورھبانیۃ الابرار لم یجد احدا یاخذ بقلبہ۔ یعنی جب کسی بندے کے دل میں خدا کی عظمت اور اس کی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اس پر محیط ہوتا ہے اور اپنی محبت اور خاص عنایت کے اندر اس کو لے لیتا ہے اور ابرار کی طرح اس کو غیروں کے تعلقات سے چھڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہیں پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑ لے کیونکہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا میں ہے۔ پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اُس کو تعجب میں نہیں ڈالتی اور نہ اپنی طرف جھکا سکتی ہے سو اس کو دوسروں پر صرف رحم باقی رہ جاتا ہے خواہ بادشاہ ہوں یا شہنشاہ ہوں کیونکہ اس کو ان چیزوں کی طمع نہیں رہتی جو ان

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صبر کی حقیقت اور اسکا قرآنی تصوّر

(محترم مولانا غلام باری سیف صاحب ۔ ربوہ)

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو صبر کی تلقین فرمائی ۔ اور اس کے فوائد سے آگاہ فرمایا ، صبر کے تقاضوں کا بھی ذکر فرمایا ۔ اگر قرآن مجید کی ان آیات پر نظر ڈالی جائے جن میں صبر کا ذکر ہے ۔ تو عجیب نکات سامنے آتے ہیں ۔ اور صبر کے مفہوم کی صحیح تعیین بھی ہو جاتی ہے ۔

امام راغب قرآن مجید کی لغت کے مشہور امام گزرے ہیں ۔ کسی لفظ کے مفہوم کی تعیین اور توضیح کے لیے وہ قرآن مجید کے تمام مقامات کا ذکر کرتے ہیں : جہاں وہ لفظ استعمال ہوا ہو ۔

صبر کے معنے بیان کرتے ہوئے بھی انہوں نے یہی طریق اختیار کیا ہے ۔ چنانچہ آپ صبر کے معنے تنگی میں نفس کو روکنے کے کرتے ہیں ۔ عقل و شرع جن باتوں کا تقاضا کرتی ہے اس کی پابندی صبر کہلاتی ہے ۔ اس کا نقیض لفظ جزع ہے یعنی گھبراہٹ ۔ گویا صبر کے معنے گھبراہٹ کے نہ ہونے کے ہوئے ۔ صبر کے معنے امام صاحب نے شجاعت یعنی دلیری کے بھی کیے ہیں :۔ بالخصوص جبکہ یہ جنگ کے ذکر میں ہو ۔ جیسے

الصابرین فی البأساء والضرآء

کہ جنگوں میں دلیری دکھانے والے ثابت قدم رہنے والے ۔ قرآن مجید کی آیت

اصبروا وصابروا

کے معنے امام صاحب نے یہ کیے ہیں کہ اپنے آپ کو عبادت میں لگا دو ۔

واصطبر لعبادته

کے معنے انہوں نے یہ کیے ہیں کہ خوب کوشش سے اس پر مداومت اختیار کرو ۔

امام صاحب کی اس تشریح کے بعد آیئے قرآن مجید کی مختلف آیات میں صبر کے مفہوم کو دیکھیں کہ کن معنوں میں قرآن مجید میں یہ لفظ وارد ہوا ہے ۔ اور کیا نکات ان معنوں میں بیان ہوئے ہیں ۔

انتقام صبر کی نفی کرتا ہے

فرمایا

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔

(الشوریٰ آیت ۴۴)

کہ جس شخص نے صبر کیا اور بخش دیا ۔ تو یقیناً یہ بڑے ہمت والے کاموں سے ہے ۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ انتقام کی خواہش یا انتقام کا جذبہ صبر کے خلاف ہے کہ جہاں صبر بڑے حوصلہ اور دل گردہ کا کام ہے ۔ وہاں انتقام کا جذبہ اس نیک جذبہ اور نیکی کو ضائع کرنے کے مترادف ہے ۔

اس کا عملی نمونہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک میں اپنے عروج پر نظر آتا ہے ۔ فرمایا

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ ۔

کہ میری بعثت کی غرض اخلاق کو ان کے معراج پر پہنچانا ہے ۔ اس کے لیے فتح مکہ کے موقعہ پر آپؐ کا صبر ہمیں نظر آتا ہے ۔ کہ باوجود قدرت رکھنے کے ۔ آپؐ نے کوئی انتقام نہ لیا ۔ ظلم کا انتقام آپؐ نے عفو سے لیا ۔ ونعم ما قیل

یا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

اور آیت کا آخری حصہ ظاہر کرتا ہے کہ صبر اہل عزم سے ہی صادر ہوتا ہے تھڑدلا یہ حوصلہ نہیں دکھا سکتا ۔ اس کے لیے بڑے دل گردہ کی ضرورت ہے ۔ تنگ دل تو تعصب کا مظاہرہ کرتا ہے ۔ وسعت قلب صابر کو عطاء ہوتی ہے ۔

جلد گرفت کی خواہش بھی صبر کے خلاف ہے ۔

فرمایا :۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ

(الاحقاف آیت نمبر ۲۵)

اے رسول جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ۔ آپ بھی صبر کریں ۔ اور ان کے لیے جلد عذاب نہ طلب کریں ۔

اللہ اپنے کاموں کی حکمت کو خوب جانتا ہے ۔ وہ سمیع ہے بصیر ہے ۔ علیم ہے اس لیے وہ جانتا ہے کہ کب اور کس وقت اس نے گرفت کرنی ہے ۔ کیا پتہ آج جو دو پٹے آزار ہے کل وہی جان فدا کرنے والا ہوگا ۔ عکرمہ ، خالد اور بیسیوں مثالیں اس کی صحابہؓ میں ہی ہمیں نظر آتی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فرماتا ہے آپ اولوالعزم رسولوں کی طرح صبر کریں اور عذاب طلب کرنے میں جلدی نہ کریں ۔ فرمایا :۔

اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۔

وہ کبھی مہلت دیتا ہے ۔ کہ مہلت دینا اس جگہ مفید ہے ۔ اور وہ عالم الغیب خوب جانتا ہے ۔ بہتر کس میں ہے ۔

صابر خدا کے وعدوں کا مستحق ہوتا ہے

فرمایا :۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا ۔

تیرے رب کا بنی اسرائیل سے کیا گیا ۔ وعدہ ان کے صبر کی بدولت پورا ہو گیا ۔

(الاعراف آیت ۱۳۸)

صبر کرنے والا ۔ صبر کے ذریعہ خدا کی رضا کو حاصل کرتا ہے ۔ جب اس کا بندہ اس کے احکام پر عمل کرتا ہے ۔ یعنی صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھاتا ہے ۔ تو پھر خدا بھی اپنے بندے سے اپنا وعدہ پورا کرتا ہے ۔ بدر کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جھونپڑے میں یہ دعا کرتے نظر آتے ہیں

اے اللہ میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں ۔

اور حضرت ابوبکرؓ اپنے آقا کی گریہ وزاری والحاح پر عرض کرتے ہیں ۔ یا رسول اللہ اللہ آپ سے اپنا وعدہ پورا فرمائے گا ۔ اور اس پر حبیبِ خدا ہمیں صدیق اکبرؓ سے یہ فرماتے سنائی دیتے ہیں ابوبکر یہ جبرائیل آیا ہے اس نے کامیابی کی خبر دی ہے ۔

پس صبر کرنے والا خدا کے وعدوں کے ایفاء کا مستحق ہو جاتا ہے ۔ گویا یہی مفہوم ہے ۔

اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ

مجھ سے جو وعدہ تم نے کیا ہے اُسے پورا کرو ۔ میں نے مومنو ! تم سے جو وعدہ کیا ہے ۔ پورا کروں گا ۔

صبر کرنیوالا خدا پر توکل کرتا ہے :۔

فرمایا :۔

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ

(النحل آیت ۴۳)

کہ وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں ۔ کہ صبر کرنے والے کو امید خدا سے ہی رکھنی چاہیئے ۔ اگر رعایت اسباب سے وہ خدا کے حکم کے تحت کوئی تدبیر کرتا ہے ۔ تو توکل اسے خدا پر ہی کرنا چاہیئے تاثیر اور نتیجہ خدا کے ہی ہاتھ میں ہے ۔ بندوں سے امیدیں صبر کے مفہوم کو مجروح کرنے کے مترادف ہے ۔

صبر خدا کی رضاجوئی کے لیے ہو ۔

فرمایا :۔ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

(الرعد : ۲۳)

کہ وہ لوگ جو خدا کی رضاء کے لیے صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں ۔ اور خدا نے جو کچھ دیا ہے ۔ اس میں سے مخفی اور علانیہ خرچ کرتے ہیں :۔

یہاں آیت میں بتایا گیا کہ صبر کمزوری کا مظہر نہیں ۔ یہ تو خدا کی رضاجوئی کے لیے ہے اس لیے اس کا تقاضا یہ ہے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کرو ۔ اور خدا کی دین سے خرچ کرو ۔ نیکیوں کی طرف راغب ہو جاؤ کہ اگر خدا کے لیے برداشت کر رہے ہو تو اس کے تقاضے بھی پورے کرو ۔

صبر کرنیوالے کامیاب ہوتے ہیں

فرمایا :۔

اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

(المومنون آیت ۱۱۱)

کہ آج میں نے ان کے صبر کی جزا انہیں دے دی اور وہ یہ کہ کامیابی ان کے مقدر میں لکھ دی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کی زندگی پر نظر ڈالیے ۔ انہوں نے دشمن کی ہر زیادتی پر صبر کیا ۔ جزع وفزع نہیں احتجاج نہیں ۔ دشمن کا ہر تیر ، ہر ظلم ، ہر زیادتی صبر کی ڈھال پر سہی دشمن نے ظلم پر ظلم کیے لیکن آپؐ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا آپؐ کا پیمانۂ صبر لبریز نہ ہوا ۔ اُحد کے میدان اور طائف کی وادی میں میرے آقا کا جو خون بہا حرم کے سایہ میں آپؐ کا جو گلا گھونٹا گیا شعب ابی طالب میں جو فاقے کاٹے ۔ انہوں نے آپ کو کامیابی سے ہمکنار کیا ظلم کرنے والے ناکام ہوئے اور خدا کا صابر بندہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کامیاب رہے ۔

صبر کرنیوالا برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا ۔

فرمایا :۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ

صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ ۔

(حٰمٓ سجدہ آیت ۳۵)

کہ نیکی اور بدی مساوی نہیں ۔ آپ بدی کا مقابلہ نیکی سے کریں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کا دشمن دلی دوست ہو جائے گا ۔ لیکن اس کی توفیق صبر کرنیوالوں کو ہی عطا ہوتی ہے ۔

پس صبر میں یہ شامل ہے کہ بدی کا بدی سے بدلہ نہ دیں بدی کا بدلہ نیکی سے دینے والے ہی دل جیتا کرتے ہیں ۔ اور اس کی توفیق صبر کرنے والوں کو ہی عطا ہوتی ہے ۔ اور دل جیتنے والے صابر بندے ہی ہوتے ہیں ۔

صبر کرنیوالے کو تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے

فرمایا:۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۔

(آل عمران آیت ۱۲۰)

کہ اگر تم صبر کروگے اور تقویٰ اختیار کروگے تو دشمن کی مخالفانہ تدابیر تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گی ۔

تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنا ۔ ایسے افعال سے اجتناب جو خدا کی ناراضگی کا موجب بنتے ہیں ۔ ایسے افعال کا صدور جو خدا کے فضلوں کو جذب کرنے کا موجب ہوتے ہیں ۔ صابر کے لیے ضروری ہیں ۔ اللہ کے احکام پر عمل اُسکی منہیات سے رُک جانا ۔ صبر کا تقاضا ہے ۔ اسی طریق سے خدا کی تائید حاصل ہوتی ہے اور دشمن اپنی تدابیر میں ناکام ہوتا ہے ۔ کہ جو خدا کا ہو جائے ۔ خدا اس کا ہوتا ہے ۔ وہ دشمن کی تدابیر سے غافل ہوتا ہے لیکن خدا غافل نہیں ہوتا ۔ اس کا نظارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے موقعہ پر بڑا نمایاں ہو کر ہمیں نظر آتا ہے ۔ کس طرح خدا نے محمدؐ نے دشمن کی ہر تدبیر کو ناکام کیا ۔

صبر کرنیوالوں کو عبادت پر زور دینا چاہیئے

فرمایا:۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۔

کہ ان کے ایذاء پہنچانے والے اقوال پر صبر کیجیے ۔ اور اپنے رب کی تحمید صبح شام کیجیے ۔

اس آیت میں یہ بھی مفہوم ہے کہ ہر حالت میں خدا کی حمد کے ترانے گاؤ ۔ کہ ابتلا مومنوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے نہیں آتے ۔ بلکہ انہیں خدا کے قریب کرنے کے لیے آتے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اللہ کے عذاب سے سب سے زیادہ نجات دینے والی چیز ذکرِ الٰہی ہے ۔

پس صحیح صابر وہ ہے جو عبادتِ الٰہی پر زور دیتا ہے ۔ صبح و شام اپنے مولیٰ کے نام کی مالا جپتا ہے ۔ کہ صبر کا لازمی نتیجہ ذکرِ الٰہی ہے ۔ اور صبر کی توفیق اس کے ذکر سے ہی ملتی ہے ۔

صبر کرنیوالے کو کثرت سے استغفار کرنا چاہیئے

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ ۔

(المومن آیت ۵۵)

کہ صبر کیجیے اللہ کا وعدہ برحق ہے اور اپنے گناہوں کی مغفرت خدا سے طلب کیجیے

قرآن مجید کی متعدد آیات میں جہاں خدا سے رحم و فضل طلب کیا ہے اپنی کمزوریوں کا اعتراف اور خدا سے مغفرت طلب کی ہے ۔ خدا کی رحمت کو جذب کرنے کا ایک ذریعہ اپنی کمزوریوں کا اعتراف اور خدا سے اپنی لغزشوں کی معافی چاہنا ہے ۔

دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کیجیے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ

(آل عمران آیت ۲۰۰)

اے ایمان دارو صبر کرو ۔ دوسروں کو صبر کی تلقین کرو ۔ اور اپنی طاقتوں کو صلاحیتوں کو مجتمع کرو ۔ اپنی صفوں میں کوئی خلا نہ رہنے دو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ۔ خود صبر کرنا کافی نہیں ۔ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی ضرورت ہے ۔ اس لیے فرمایا صابرو! ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہو ۔ کسی کو بے صبری نہ دکھاتے دو ۔ رابِطُوْا کے معنے ہیں اپنی سرحدوں کی حفاظت کرو ۔ اپنی حدود اور چوکیوں کو مضبوط کرو ۔ اور ایک معنے اس کے یہ بھی ہیں کہ مل کر رہو ۔ تمہاری صفوں میں کوئی رخنہ نہ رہے ۔ کامل اتحاد ہو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہو جاؤ ۔ امام راغب نے رابطو کے معنے یہ بھی لیے ہیں کہ مضبوط رکھو دلوں کو ۔ جیسے فلانٌ رابط الجاش ۔ کہ فلاں دل کا مضبوط ہے ۔

صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں

فرمایا:۔

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ

تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ خدا بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

اس سے ظاہر ہے کہ جب تک خدا کی طرف سے فیصلہ نہ آئے صبر ہی کرنا ہے ۔ صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا اس کی جناب میں دیر تو ہے اندھیر نہیں ۔ وہ احکم الحاکمین ہے ۔ اصل فیصلہ اُسی کا ہے ۔

صبر کی توفیق بھی خدا سے چاہو ۔

فرمایا ۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ

(النحل آیت ۱۲۸)

کہ صبر کر اور تیرا صبر خدا کی مدد سے ہی ہو سکتا ہے ۔ اور غم نہ کیجیے اور ان کی تدابیر سے تنگ نہ ہوں ۔

اصل بات یہی ہے کہ خدا کی توفیق نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے خدا سے ہی دعا کیجیے کہ وہ صبر کی توفیق دے ۔ نیکی کی توفیق اس کے فضلوں سے ہی ملتی ہے ۔

اسلیے جہاں آپ خدا سے اس کی محبت طلب کرتے ہیں ۔ خدا سے خدا کو طلب کرتے ہیں صبر کی توفیق بھی اس سے طلب کیجیے کہ اس کے فضلوں کے بغیر یہ ممکن نہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

کے ہاتھ میں ہیں جس نے اُس حقیقی بادشاہ کے دربار میں بار پایا جس کے ہاتھ میں ملکوت السمٰوٰت والارض ہے پھر فانی اور جھوٹی بادشاہی کی عظمت اس کے دل میں کیونکر بیٹھ سکے ۔ میں جو اس ملیک مقتدر کو پہچانتا ہوں تو اب میری روح اس کو چھوڑ کر کہاں اور کدھر جائے ۔ یہ روح تو ہر وقت یہی جوش مار رہی ہے کہ اے شاہ ذوالجلال ابدی سلطنت کے مالک سب ملک اور ملکوت تیرے لئے ہی مسلّم ہے تیرے سوا سب عاجز بندے ہیں بلکہ کچھ بھی نہیں ہے

آں کس کہ بتو رسد شہاں را چہ کند
با فرِ تو فرِ خسرواں را چہ کند
چوں بندہ شناختت بداں عزّ و جلال
بعد از تو جلالِ دیگراں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

(اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء)

ضروری تصحیح

مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۸۴ء الفضل کے صفحہ نمبر ۲ پر جو نعت حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شائع ہوئی ہے ۔ اسکے عنوان اور آخری شعر میں لفظ "رانده" سہواً "راندا" الف سے شائع ہو گیا ہے ۔ حالانکہ صحیح "رانده" ہے ۔

اسطرح دوسرے مصرع میں "نہ" زائد لکھا گیا ہے ۔ اس شعر کو صحیح طور پر یوں پڑھا جائے ۔

جو تجھ کو خاتم نہ مانتا ہو وہ حق کا رانده ہوا بشر ہے
نہ اس جہاں میں نہ اُس جہاں میں ہی پی سکے گا وہ جام تیرا

(محمد صدیق امرتسری)

الفضل کی اشاعت ۱۵ ۔ ۲۰ ہزار تک پہنچائیے !

حضور ایدہ اللہ کی آرزو !!

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش یہ ہے کہ الفضل کی اشاعت صرف دس ہزار نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ۱۵ ۔ ۲۰ ہزار تک جا پہنچے ——— آپ اپنے آقا کی آرزو پوری کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں ؟ اپنا دل ٹٹولیئے !

(مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

حضرت مولانا عبدالمالک خانصاحب مرحوم و مغفور

از مکرم لطیف احمد صاحب شاہد۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"وہ لوگ خود کو بڑا خوش قسمت سمجھیں جن کا آخری سانس خدا تعالیٰ کے حضور کام کرتے ہوئے نکلے"

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بحوالہ الفضل ۲۷ اگست ۱۹۸۳ء)

جماعت احمدیہ نے حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم کی وفات کے سانحۂ عظیم کو بہت بوجھل دل کے ساتھ برداشت کیا ہے۔ آپ اپنی لمبی خدمات سلسلہ۔ خاندانی حسب و نسب اور ذاتی نمایاں اوصاف کی بناء پر احباب جماعت کے بہت قریب ہو چکے تھے۔ زندگی کے آخری سالوں میں آپ کی اہم ذمہ داریوں، عالمانہ سرگرمیوں اور بزرگانہ ٹھاٹھ باٹھ کی وجہ سے یہ قرب اور بھی بڑھ گیا تھا اور آپ سلسلہ کی ایک نہایت نمایاں شخصیت بن چکے تھے۔ آپ جلسوں کی روح رواں مجالس کی رونق اور پروگراموں کی جان تھے۔ باوجود جاننے کے ہم یہ بھولے ہوئے تھے کہ وہ کسی وقت بھی ہمیں چھوڑ کر اچانک اس عالم بالا کی طرف بھی سدھار سکتے ہیں۔ جہاں سے جا کر کبھی کوئی واپس نہیں آیا۔ مولانا صاحب شوگر کے مریض تھے اور غالباً یہ موذی مرض انہیں ملک غانا میں لاحق ہوا تھا اب کچھ عرصے سے ان کو پاؤں پر زخم کی تکلیف تھی۔ ایک وقت تو امریکہ سے تشویش ناک خبریں بھی آتی رہیں۔ احباب فکرمند رہے دعائیں کرتے رہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماری کی شدت میں افاقہ ہوا اور وہ واپس پاکستان آ گئے اور ایک دفعہ پھر باوجود ناسازیٔ طبع کے اصلاح وارشاد کے کام میں مشغول ہو گئے۔ کام ان کی غذا تھی اور محنت ان کا آرام۔ یہی میں نے ان کو پڑھا اور یہی ان کے پاس رہ کر میں نے ان کی زندگی کا خلاصہ نکالا۔

خاکسار کو حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کے ساتھ ان کے دفتر میں دو سال سے کچھ زائد عرصہ تک کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس عرصہ میں میں ان کی ذات سے بہت ہی متاثر ہوا بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ میری زندگی میں ایسا اور کوئی شخص داخل نہیں ہوا جسے مجھے اس طرح لمبا عرصہ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہو اور پھر میں نے اسے اتنا عظیم پایا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی میں ہی کئی بار اپنے حلقہ میں ان کی عظمت کا ذکر بے اختیار میری زبان پر آتا رہا۔

اس میں کسی کو کلام نہیں کہ مولانا مرحوم صاحب حسب و نسب سے خوبصورت اور وجیہہ تھے ایک بلند پایہ مقرر اور منجھے ہوئے عالم دین تھے ان کی یہ صفات ظاہر و عیاں تھیں مگر اپنی ذات میں وہ کیا تھے اور باطن میں کتنے درخشندہ تھے شاید بہت کم لوگوں کو ان کی عظمت کا صحیح اندازہ ہوگا۔ اس لیے مندرجہ بالا اوصاف حمیدہ کا اعتراف کرتے ہوئے اور کسی قدر ان کا ذکر کرنے سے پہلے میں ان کی اس خوبصورتی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے اپنے کردار میں پیدا کی تھی۔

ان سطور کو ضبطِ تحریر میں لانے سے پہلے میں نے پھر کچھ توقف کیا اور وہ سارا وقت جو میں نے ان کو دیکھا اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے لایا تو میں اسی نتیجے پر پہنچا کہ اس پاک باز انسان کو کسی سے کوئی دشمنی نہ تھی اپنے عہدے اور رتبے کے اعتبار سے وہ اس مقام پر تھے جہاں کئی فیصلے لوگوں کی مرضی کے خلاف دینے پڑتے تھے۔ ان کو مختلف طبائع رکھنے والے ہزاروں آدمیوں سے واسطہ پڑتا تھا۔ مگر آفرین ہے اس شخص پر کہ کسی موقع پر بھی کسی کے متعلق کوئی کدورت کوئی بغض کوئی دشمنی انہوں نے اپنے سینے میں پیدا ہی نہ ہونے دی۔ عظیم تھی وہ ماں جس نے مولانا عبدالمالک خان صاحب جیسے عظیم بیٹے کو جنم دیا اور قابل صد مبارک تھا وہ باپ جس "گوہر" کو خدا تعالیٰ نے اس جوہر سے نوازا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ حسد کے موذی مرض کا اس وجود میں خمیر تک نہ تھا اگر ان کے خلاف بھی حسد کیا گیا تو میں اپنے مشاہدے کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اس کے مقابل پر مولانا صاحب کی طرف سے یا تو بے اعتنائی ظاہر ہوئی یا ہمدردی پیار اور محبت۔

اب ہر شخص غور کر کے یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ کس عظیم کردار کا تھا وہ شخص جس کا کوئی بھی دشمن نہ تھا۔ جو ہر ایک سے پیار کا تعلق رکھتا تھا۔ جو کسی کا حاسد نہ تھا۔ جو نہ خود غیبت کرتا تھا نہ غیبت میں دلچسپی لیتا تھا۔ جس کے دل میں کسی کے لیے کینہ نہ تھا۔ جب میں مولانا صاحب کی زندگی پر غور کرتا ہوں تو مجھے فوراً ایک بزرگ کا واقعہ یاد آجاتا ہے جس کے ولی اللہ ہونے کا بہت شہرہ تھا۔ ایک شخص ان کی بزرگی کی شہرت سن کر ان کے پاس گیا۔ چھ مہینے ان کے پاس ٹھہرا اور مایوس ہو کر اس باخدا بزرگ سے کہنے لگا میں نے تو آپ میں کوئی کرامت نہیں دیکھی اس ولی اللہ نے فرمایا کیا تو نے کوئی خلاف شریعت حرکت بھی مجھ میں دیکھی ہے اس نے جواب دیا ایسا تو نہیں ہوا۔ بزرگ نے فرمایا تو کیا یہ کم کرامت ہے۔

حضرت مولانا صاحب بہت سی متضاد خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ ایک ہی وقت میں نہایت سادہ اور نہایت زیرک تھے۔ ان کی طبیعت میں بے نیازی تھی مگر لاپرواہی نہ تھی وہ کفایت شعار تھے مگر بخیل نہ تھے۔ وہ خوش پوش اور خوش خوراک تھے۔ لیکن فضول خرچ نہ تھے ان میں عاجزی تھی مگر باغیرت تھے۔ اگر سمٹتے تو سمٹ کر رہ جاتے اور اگر چھاتے تو بادل کی طرح چھا جاتے۔ ان کی طبیعت میں جلال تھا لیکن جمال غالب تھا ان میں کام کرنے کی بے انتہا استعداد تھی وقت اور موقع کی نزاکت سے ان کے یہ جوہر کھلتے تھے۔ جب جلسہ سالانہ کے دن آتے اور ذمہ داریوں کا طوفان امڈ آتا تو وہ سینہ سپر ہو جاتے اور فوری طور پر صحیح صحیح فیصلے فرما کر اپنے صائب الرائے اور زیرک ہونے کا ثبوت دیتے۔ بعض دفعہ الجھے ہوئے مسئلوں کو نہایت آسانی اور خوش اسلوبی سے حل فرما دیتے۔ جائیدادوں کے تنازعے شادی بیاہ کے مسائل عائلی جھگڑے بہت سوجھ بوجھ کے ساتھ فیصلہ فرماتے۔ سماجی تقاضوں۔ ملکی قانون اور جماعتی مؤقف کا پورا پورا خیال رکھتے۔ صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر گواہ ہیں کہ اکثر و بیشتر اس مردِ مجاہد کا دفتر دفتری اوقات کے بعد بھی کھلا رہتا۔ اور بعض دفعہ تو اس حد تک تھک جاتے تھے کہ فرماتے۔ "اب تو اٹھنے کی بھی طاقت نہیں رہی" جو انہماک ہوتا اس کا تو ہر فرد گواہ ہے۔ وہ بھول ہی جاتے تھے۔ کہ کتنا وقت ہو گیا ہے۔ اصلاح وارشاد کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ کچھ عزیز جماعت احباب حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) کی ملاقات کے لیے آئے دوپہر کے کھانے کے بعد وہ دارالضیافت میں ٹھہرے تھے میزبانوں کی طرف سے مولانا صاحب کو مہمانوں سے گفتگو کرنے کی درخواست کی گئی آپ نے فوراً قبول فرمائی اور جونہی دفاتر بند ہوئے بغیر کچھ کھائے پیئے اپنی سائیکل اٹھائی مجھے بھی ساتھ جانے کو فرمایا اور دارالضیافت میں پہنچ گئے۔ سوال و جواب کا سلسلہ چلتا رہا ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف لے آئے۔ آپ کی گفتگو کے دوران بھی وہ وہیں ٹھہرے رہے میں تو کافی دیر کے بعد آ گیا۔ پتہ نہیں مولانا صاحب کب واپس آئے اور کب کھانا کھایا۔ ایسا کئی بار ہوا حالانکہ آپ عمر رسیدہ تھے اور پھر شوگر کے مریض بھی۔

سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے نظارت اصلاح وارشاد کو ایک پروگرام دیا تھا جس کے تحت مرکز ربوہ سے ہر سہ ماہی میں علماء کا ایک وفد سندھ کے کسی حصہ کا دو ہفتے کا تربیتی و اصلاحی دورہ کرتا تھا۔ ایسے ہی ایک دورہ میں حضرت مولانا صاحب اور مولانا غلام باری صاحب سیف بھی سندھ تشریف لے گئے مجھے خوب یاد ہے کہ واپسی پر دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے سامنے جب مولانا غلام باری صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے بے ساختہ حیرانی کے عالم میں فرمایا:

"مولوی عبدالمالک خان صاحب بڑے ہی ان تھک آدمی ہیں۔ میں تو ان کی اس عمر میں اس طرح محنت پر حیران ہوں۔ بولتے ہوئے تھکتے ہی نہیں"

اصلاح وارشاد کے لیے مواقع پیدا کر لینا بھی ان کا کمال تھا۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی کی شادی کی تقریب رخصتانہ تھی۔ لاہور کے ایک غیر از جماعت معزز رئیس بھی شادی کی تقریب میں شامل ہوئے وہ صاحب اکیلے ایک طرف بیٹھے تھے مولانا صاحب نے بھانپا اور پھر اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے فوراً ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے۔ میں نے سوچا آپ اکیلے بیٹھے ہیں آپ کے پاس آ گیا کہ چلیے ہم باتیں کرتے ہیں۔ تعارف کے بعد چند ہی منٹوں میں اپنی گفتگو سے ان کو ایسا متاثر کیا کہ لاہور جانے کے فوراً بعد انہوں نے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو ایک خط لکھا۔ جس میں شادی کی تقریب کی سادگی اور اسلامی روح کا ذکر کرنے کے علاوہ حضور کو لکھا۔

"آپ کے پاس مولانا عبدالمالک خان صاحب جیسے بزرگ عالم ہیں اگر آپ چند دنوں کے لیے اپنے یہ مولانا صاحب مجھے عاریتاً دے دیں تو شاید میری بھی بگڑی سنور جائے"

مفہوم یہی تھا الفاظ اس سے وزنی تھے حضور نے وہ خط مولانا صاحب کو بھجوا دیا۔ اور پھر چند دنوں کے لیے حضور کے ارشاد پر آپ لاہور ان صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس معزز رئیس اور ان کے بیوی بچوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے مولانا صاحب کی ذات میں بڑی دلچسپی لی اور جتنا عرصہ مولانا صاحب ان کے پاس رہے وہ مولانا صاحب کے خداداد علم سے فیض یاب ہوتے رہے وہ رئیس آپ سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ انہوں نے مولانا صاحب کو مزید ٹھہرنے کے لیے بڑا اصرار کیا مگر آپ حضور کے ارشاد کے مطابق مقررہ دنوں کے بعد واپس تشریف لے آئے کسی دوسرے وقت میں میں بھی مولانا صاحب کے ساتھ اس معزز رئیس کے ہاں گیا۔ میں نے دیکھا کہ کس قدر محبت اور عقیدت سے وہ اور ان کے بچے مولانا صاحب سے ملتے تھے۔ وہ یہی زور دیتے تھے کہ جب وہ لاہور میں ٹھہریں تو انہی کے پاس ٹھہریں۔

مولانا صاحب اصلاح وارشاد کے میدان میں اپنے آپ کو ایسے ہی خوش پاتے تھے جیسے مچھلی پانی میں وہ ہمیشہ اپنے آپ کو ان کاموں میں مصروف رکھنا چاہتے تھے اور اسی خواہش کا اظہار انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اپنی آخری ملاقات میں کیا آپ کو جب کبھی کسی جگہ سے جلسہ یا دیگر پروگرام کی دعوت آتی آپ نے اسے بخوشی قبول فرمایا۔ اور پھر موسم کی شدت اور سفر کی صعوبت بھی آپ کے آڑے نہ آتی۔

۱۹۸۱ء کی گرمیوں میں آپ کی صحت زیادہ اچھی نہیں تھی مگر تربیتی و اصلاحی دورے متواتر جاری تھے۔ پے در پے سفروں کی وجہ سے آپ کی صحت پر بڑا اثر پڑ رہا تھا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کو آپ کی صحت کی فکر ہوئی تو یہی مشورہ دیا کہ آپ زیادہ سفر نہ کریں اپنی صحت کا بھی خیال رکھیں۔ مگر اپنے طبعی شوق کی وجہ سے آپ نے پروگرام جاری رکھے۔

اس موقع پر یہ ذکر بھی بے محل نہ ہوگا کہ محترم مولانا مرحوم کو نہ صرف قدرت ثانیہ سے ہی غیر معمولی محبت و عقیدت تھی بلکہ آپ حضرت اقدس کے خاندان کے جملہ افراد کی بہت عزت اور توقیر فرماتے تھے۔

آپ قدرتِ ثانیہ کو اس دور میں برکات کا منبع سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو اس کا ایک ادنیٰ چاکر خیال کرتے۔ جب کوئی دعا کے لیے عرض کرتا تو اُسے بھی حضور کو دعا کے لیے لکھتے رہنے کی تلقین کرتے۔ مربیان کرام کی میٹنگ میں خاص طور پر حضور کو دعائیہ خطوط لکھتے رہنے کی ہدایت فرماتے۔

حضور کے کسی بھی ارشاد یا فیصلے کے بارے میں ان کی طبیعت میں کبھی بوجھ پیدا نہیں ہوا تھا۔ جب میرے سیرالیون آنے کا فیصلہ ہوا تو کسی نے آپ سے ذکر کیا کہ یہ پہلے وہاں بیمار ہو گئے تھے اگر آپ حضور سے ذکر کریں تو وہ ان کو روک لیں گے۔ فرمانے لگے۔

"میں حضور کے پروگرام میں روک نہیں بننا چاہتا اللہ تعالیٰ انہیں کام کی توفیق دے گا۔"

بڑی ہی محبت سے مجھے رخصت کیا۔ گھر میں بھی چائے پر بلایا۔ خیراہ اللہ خیراً۔

حضرت مولانا صاحب کی نظر بہت وسیع تھی اور حافظہ بڑا مضبوط۔ خاص طور پر اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کے سلسلہ میں بہت بیدار مغز تھے دفتر کا جملہ ریکارڈ ان کے علم میں ہوتا تھا حتیٰ کہ اگر کوئی چٹھی ان کی نظر سے گزر گئی ہے تو اس کا مضمون بھی ذہن میں موجود رہتا۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات کسی اجلاس سے فارغ ہو کر آتے تو بجائے اپنے دفتر میں تشریف لے جانے کے کارکنوں میں کسی خالی کرسی یا بنچ پر بیٹھ جاتے خوب بے تکلفی سے گفتگو فرماتے۔ ان کی طبیعت میں بڑا پاکیزہ مزاح تھا۔ سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال پر ایک بڑھیا سے لطیف مزاح کے رنگ میں فرمایا کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی بڑھیا افسردہ خاطر ہو گئی آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ جنت میں تو سب جوانی کے عالم میں ہوں گے۔ وہ بڑھیا خوش ہو گئی۔ ایسے پاکیزہ مزاح کا پرتو حضرت مولانا صاحب کی طبیعت پر تھا۔ اچانک سنجیدہ سے ہو کر ایسی بات کہہ دیتے کہ مخاطب پریشان سا ہو جاتا لیکن آپ فوراً ہی مسکراہٹ کے پھول برسا کر اپنی محبت اور بے تکلفی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے ذو معنی کلام کی وضاحت فرما دیتے اور اس طرح اس عمدہ مزاح سے سب ہی محظوظ ہوتے۔

کسی کی کمزوری کا اظہار اس طرح اشارے کنایہ سے فرماتے کہ مخاطب شرمندہ بھی نہ ہوتا اور اپنی کمزوری سے بھی آگاہ ہو جاتا۔ اس طرح یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کس قدر وسیع النظر تھے۔ اگر گرفت نہیں تھی تو لاعلمی کی بنا پر نہیں بلکہ چشم پوشی کے سبب سے تھی۔

آپ کی طبیعت میں بہت نرمی تھی۔ اگر کبھی کسی کو تنبیہ کی تو ساتھ ہی اس کی دل جوئی بھی شروع کر دیتے۔ مربیان کو نہایت ہی پیار اور محبت سے سمجھاتے تھے اور بڑے ہی پر حکمت الفاظ میں اپنی زریں نصائح سے نوازتے تھے۔ آپ کا دفتر بھی ایک دربار عام کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ دفتر میں تشریف فرما ہیں تو رونق لگی ہوئی ہے۔ کسی معاملے میں گفتگو ہو رہی ہے۔ تو دفتر کا عملہ بھی صلاح و مشورہ میں شامل ہے۔ باہر سے آنے والے مربیان بھی اپنی رائے دے رہے ہیں۔ اور دوسرے ملاقاتی بھی بے تکلفی سے اپنا مؤقف پیش کر رہے ہیں۔ مولانا ہیں کہ سب کی سن رہے ہیں۔ کسی کا برا نہیں مناتے کسی کو ٹوکتے اور روکتے نہیں۔ ان کے ذہن کے کسی کونے میں بھی کبھی یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ یہ بے تعلق لوگ میرے مسائل میں از خود کیوں دخل اندازی کیے جا رہے ہیں۔ وہ اتنا عظیم انسان تھا کہ وہ ان تمام سوچوں سے بالا تھا۔ وہ فیصلہ فرماتے اگر کوئی جان لیتا تو فبہا اور اگر عمل نہ کرتا تو کبھی سبکی محسوس نہ کرتے تکلف اور بناوٹ ان کی طبیعت میں نام تک کو نہ تھی۔ ان کو ان باتوں کے لیے فرصت ہی نہ تھی۔

مولانا عبدالمالک خان صاحب۔ خود بینی اور خود پسندی سے بھی کوسوں دور تھے اور خوشامد کو بھی پسند نہ کرتے تھے۔ میرا احساس ہے کہ اگر علی برادران کے حوالے سے ان کا تعارف کروایا جاتا تو کچھ حجاب سا محسوس کرتے اور میں نے کبھی ان کو خود اس نسبت سے اپنا تعارف کرواتے ہوئے نہیں سنا۔ ان کا حسب و نسب تو ان کا کردار ان کے اعلیٰ اخلاق ان کا علم اور تقویٰ تھا۔ اور اسی میں وہ مست تھے۔ وہ علی برادران کی وجہ سے بڑے نہ تھے بلکہ اگر آج ان کے چچے زندہ ہوتے تو اپنے اس عظیم بھتیجے پر فخر کرتے۔

حضرت مولانا تقریر کرنے سے قبل اس موضوع پر خوب غور و فکر فرماتے۔ کچھ ضروری حوالہ جات بھی دیکھتے قرآن کریم پر بنیاد رکھنے کی کوشش کرتے۔ موضوع سے متعلق دیگر اہل علم حضرات کے خیالات بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ قادر الکلام ہونے کے ساتھ ساتھ پُر شوکت آواز کے لباس میں جب کوئی اچھوتا نکتہ بیان فرماتے تو اس کی یاد برسوں ذہنوں سے محو نہ ہوتی اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کے لیے مجھے کسی شہادت کی ضرورت محسوس ہو۔

مولانا صاحب کی ایک تقریر کی چاشنی میرے ذہن سے کبھی محو نہ ہوئی۔ جو حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب نے ۱۹۷۲ء کے قریب جماعت احمدیہ اوکاڑہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر کی جس میں آپ نے خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں اس کی صفت لطیف کو لیا اور پھر ایسے پیارے انداز سے اس نازک مسئلہ کو عقل اور علم کی روشنی میں پُر معارف طور پر بیان کیا کہ وجد ہی تو آ گیا۔ اور پھر آج تک ذہن اس کی لذت محسوس کر رہا ہے۔

آپ بہت عمدہ ذوق رکھتے تھے ہمیشہ عمدہ قسم کی چیز پسند فرماتے۔ دکاندار سے کبھی سودا بازی۔ تکرار یا جھگڑا نہ کرتے اگر چیز اور اس کی قیمت پسند ہوتی تو دام دے کر چیز لے لیتے ورنہ چھوڑ کر چلے آتے۔

آپ اپنی تحریر کے بارے میں بڑے محتاط تھے بعض اوقات تین تین دفعہ تحریر کو بدل ڈالتے۔ مربیان کی عزتِ نفس کا بڑا خیال رکھتے اور اس کی تلقین بھی کرتے رہتے۔ امراء کا بڑا احترام کرتے تھے۔ آپ کی زندگی کے بعض گوشے بہت خاص ہیں۔ کراچی کے قیام کے دوران آپ کی وساطت سے بعض خاص امور سرانجام پائے۔ آپ نے بعض اوقات جماعت کی طرف سے بعض اہم سفارتی امور بھی انجام دیے۔ باتوں باتوں میں اگر ایسے واقعات کا ذکر آ جاتا تو کچھ اندازہ ہوتا کہ تاریخ احمدیت کا کس قدر اہم باب اس مردِ مومن کے سینے میں محفوظ تھا۔ خیر یہ ایک ضمنی بات تھی۔

میں نے مولانا صاحب سے بہت دفعہ ان کی زندگی کے حالات و واقعات قلم بند کروانے کے لیے عرض کیا وہ ارادہ بھی فرماتے رہے لیکن اپنی مصروفیات سے وقت نہ نکال سکے۔ میرا اصرار بڑھتا رہا پھر میں نے یہ بھی عرض کی کہ آپ کی گفتگو میں بعض ایسی باتیں بھی آ جاتی ہیں جن کا ریکارڈ میں آنا ضروری ہے۔ اگر دفتر میں ٹیپ ریکارڈ کا انتظام ہو جائے تو از خود بہت سی باتیں محفوظ ہو جائیں گی۔ میری اس تجویز کو پسند فرمایا ایسا کرنے کا ارادہ بھی کیا مگر جلد ہی میں وطن سے باہر آ گیا اور یہ کام پورا نہ ہو سکا۔

رمضان المبارک ۱۹۸۱ء میں میں نے درس قرآن ریکارڈ کرنے کی طرف توجہ دلائی پہلے اپنی درویشانہ طبیعت کی وجہ سے کوئی خاص توجہ نہ دی پھر مان گئے اور اس طرح اُس سال حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے درس۔ مولانا دوست محمد شاہد صاحب اور مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم کے درس قرآن کریم ٹیپ ہو کر محفوظ ہو گئے۔ اور اب یہ قیمتی ریکارڈ ٹیپ کی صورت میں دفتر اصلاح وارشاد میں محفوظ ہے۔

آپ بہت خوف خدا رکھنے والے بزرگ تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ جب کبھی باہر سے آنے والے کوئی دوست اپنے کاموں سے فارغ ہو کر الوداعی سلام کے لیے حاضر ہوتے تو دفعتہً

"مجھے بھی آپ سے ایک کام ہے وعدہ فرمائیں کریں گے۔"

کہہ کر مخاطب کو چونکا کر دیتے جانے والے دوست نہایت ادب سے عرض کرتے "فرمائیے" اگر ممکن ہوا تو ضرور کروں گا۔" آپ نہایت انکساری سے عرض کرتے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسافر کی دعا قبول فرماتا ہے آپ اپنے سفر میں میرے لیے دعا کریں۔ کبھی اپنے بچوں اور خاص طور پر اپنے بیٹے عبدالرب انور محمود کے لیے دعا کی درخواست کرتے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ رؤیا نے صالحہ سے بھی نوازتا رہا۔ اپنے صاحبزادے [illegible] کی تنخواہ ترقی اور کن سالوں میں ترقی ہوگی کے بارے میں بہت پہلے رؤیا میں دیکھ چکے تھے اور پھر ایسا ہی ظہور میں آیا۔

جب سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ مرحومہ اشد بیمار تھیں اور تمام جماعت دعائیں کر رہی تھی۔ آپ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک خواب دیکھا جو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے عقد ثانی کی تعبیر اپنے اندر رکھتا تھا۔ مولانا صاحب کا ذہن اُدھر تو نہ گیا اور اسے حضرت سیدہ مرحومہ کی صحت کے لیے خوشخبری قرار دے کر صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب سے اس کا ذکر کیا صاحبزادہ صاحب نے اپنی والدہ سے اس کا ذکر کیا۔ اگلے دن خواب کا ذکر ہوا تو صاحبزادہ صاحب فرمانے لگے۔

"امی نے فرمایا ہے یہ خواب میرے بارے میں نہیں ہے"

چنانچہ سیدہ مرحومہ کی وفات نے ان کی بات کی تصدیق کر دی۔ پھر جب حضور نے کچھ عرصہ بعد عقد ثانی فرمایا تو میں نے ایک روز جب کہ مولانا صاحب مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک سے باہر اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے کو ان کا خواب اور پھر حضور کے عقد ثانی کے طور پر اس کی تعبیر کی طرف توجہ دلائی تو چونکہ خواب اپنی تعبیر کے اعتبار سے پوری طرح کھل چکی تھی سن کر بہت محظوظ ہوئے اور پھر اپنے حلقہ میں بھی اس کا ذکر کیا۔ اور پھر حضور نے بھی اس خواب کا ذکر فرما دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے خیرکم خیرکم لاھلہ۔ آپ کی زندگی اس پیمانے پر بھی پوری اترتی ہے جہاں تک میرا علم ہے آپ میاں بیوی میں بڑی ہم آہنگی تھی اور آپ اپنی اہلیہ کی بہت قدر کیا کرتے تھے ایک دفعہ دفتر میں دیگر احباب کے علاوہ ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی بھی تشریف فرما تھے باتوں باتوں میں حضرت مولانا صاحب نے اپنے بیرون پاکستان ایک سفر کا ذکر کیا اور اسی تسلسل میں انہوں نے ایک واقعہ سنایا جس سے ان کی نظر میں انکی اہلیہ کی غیر معمولی قدر کا ایک نمایاں پہلو نکلتا تھا۔ بے تکلفی میں جب ملک صاحب نے ہنستے ہوئے اپنے تحیر کا اظہار کیا تو فرمانے لگے۔

"میری اہلیہ کا مجھ پر بڑا حق ہے اُس نے میرے وقف کے دوران بڑی صابر و شاکر بیوی کی طرح میرا ساتھ دیا ہے"

بعض دفعہ اپنی تنگدستی کا ذکر فرماتے ہوئے اپنی اہلیہ کے عمدہ کردار اور اعلیٰ تعاون کا بڑی شکر گزاری سے ذکر فرماتے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بیان پر اپنی بات کی تان توڑتے۔

آپ نے اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم اور بہترین تربیت کی حتی المقدور کوشش کی اور پھر اس میں کامیاب ہوئے۔ آپ کا گھرانہ ایک صحیح اسلامی تعلیم کا نمونہ ہے بچیاں دینی اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ ہیں۔ تمام اولاد سلسلہ کی فدائی ہے۔ گھر میں پردہ کا پورا پورا اہتمام ہے ویسے بھی یہ گھر تو محلہ کے لیے بھی تربیت گاہ ہے ان کی اہلیہ لمبے عرصے سے محلے کی لجنہ کی صدر ہیں۔ تمام لجنہ اور ناصرات محلہ کے اجلاس وہاں ہوتے ہیں۔ نت نئے دینی پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ مولانا صاحب لجنہ کی ذمہ داریوں میں اپنی اہلیہ کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ اُن کی اہلیہ کی محنت اور مولانا صاحب کے تعاون سے یہ حلقہ کئی مقابلہ جات میں اوّل رہتا رہا۔

سچ تو یہ ہے کہ اگر وہ ناظر اصلاح ارشاد تھے تو وہ اس مقام پر پہنچتے تھے اور ان کا کردار عمل۔ گھر کا ماحول۔ بچوں کی تربیت ان کو یہ حق دیتی تھی کہ وہ دوسروں کی اصلاح و تربیت کریں۔ اب وہ ہم میں نہیں مگر وہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ وہ مالک نہ تھے وہ عبد المالک تھے اور اللہ میاں کے سعادت مند بندے کیسے ہو سکتا تھا کہ آقا بلاتا اور غلام منہ موڑ لیتا۔ وہ لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے اپنے مالک کے حضور پیش ہو گئے۔ وہ ایک فرد نہ تھے موت العالِم موت العالَم۔

حضرت مولانا صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا آخر یہی احساس غالب ہے۔

"حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

اب ہم ان کو اس دنیا میں نہ مل پائیں گے۔ مگر کوئی شکوہ نہیں۔ کوئی شکایت نہیں۔ ہم اپنے ربّ کی تقدیر پر راضی ہیں۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے عزیزوں اور بزرگوں کی جدائی پر اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ اور کیوں نہ ہو۔

؎ راضی برضاء رہے ہر دم تیرے آگے۔
جب مل ہی تیرا ہے رضا تیری ہی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کو اپنے قرب خاص سے نوازے اور ان کے عزیز و اقارب کو ان کے اچھے اسوہ کو اپنانے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

درخواست دعا

- • مکرم قریشی رشید احمد صاحب رحیم یار خان اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ایک دوست کی اہلیہ صاحبہ عرصہ پانچ سال سے مختلف عوارض کیوجہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اور آج کل ان کے دوست کا کاروبار بھی معقول نہیں۔ نیز قریشی صاحب کے والد صاحب بیمار ہیں۔ قارئین کرام سے ان سب کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

- • برادرم محمود ناصر ثاقب صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کی والدہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ آج کل سول ہسپتال کھاریاں میں بغرض علاج داخل ہیں۔

(مبشر احمد ایاز۔ متعلم جامعہ احمدیہ)

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اپنے محبوب امام کی آواز پر والہانہ لبیک

جماعت احمدیہ لاہور۔ قسط ۶

۱۲۶	مکرم ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب	گلبرگ	۶۵۰ روپے
۱۲۷	" شیخ نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ	"	۶۰۰ "
۱۲۸	" شیخ فضل احمد صاحب	ماڈل ٹاؤن	۶۴۰ "
۱۲۹	" چوہدری نور الدین صاحب	"	۵۲۰ "
۱۳۰	" محمد ایوب صاحب	"	۶۰۰ "
۱۳۱	" خواجہ مختار احمد صاحب	مزنگ	۸۰۰ "
۱۳۲	محترمہ فرخندہ اختر صاحبہ (بیگم عبد اللہ خان باجوہ)		۵۲۵ "
۱۳۳	مکرم میاں عبد اللطیف خالد صاحب	مغل پورہ	۸۸۰ "
۱۳۴	" چوہدری طاہر احمد صاحب	"	۸۷۵ "
۱۳۵	" چوہدری سعادت احمد صاحب	فیلڈ گنبد	۸۰۰ "
۱۳۶	محترمہ بیگم نسرین انعام اللہ صاحبہ	"	۸۰۰ "
۱۳۷	مکرم شیخ اظہار احمد صاحب	"	۷۵۰ "
۱۳۸	" ریاض احمد صاحب	بھاٹی گیٹ	۵۰۰ "
۱۳۹	" ناظم الدین صاحب	"	۵۰۰ "
۱۴۰	" محمد انور صاحب	"	۵۰۰ "
۱۴۱	" شیخ غلام یزدانی صاحب	چھاؤنی جنوبی	۸۰۰ "
۱۴۲	" منیر الحق خانصاحب	"	۵۰۰ "
۱۴۳	" محمد مسعود اقبال صاحب	"	۵۰۰ "
۱۴۴	" عبد المنعم کڑک صاحب	"	۵۰۰ "
۱۴۵	" عثمان احمد چوہدری صاحب	"	۵۰۰ "
۱۴۶	" عطاء اللہ صاحب کھوکھر	"	۵۰۰ "
۱۴۷	" طاہر عطا صاحب کھوکھر	"	۵۰۰ "
۱۴۸	" عبد الرؤف خاں	"	۵۰۰ "
۱۴۹	محترمہ محمودہ نقی صاحبہ	"	۵۰۰ "
۱۵۰	مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب	رچنا ٹاؤن	۵۰۵ "
۱۵۱	" شریف احمد خان صاحب	"	۵۱۰ "

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ضرورت مددگار کارکن

دفتر صدر عمومی میں ایک مددگار کارکن کی آسانی کے لیے ایک محنتی۔ صحت مند اور دیانتدار آدمی کی ضرورت ہے۔ جو دوست خواہش مند ہوں وہ خود یا اپنی درخواست دفتر صدر عمومی میں ۳۰ مئی ۱۹۸۴ء تک بھجوا دیں۔ کم از کم مڈل تعلیم یافتہ ہو۔ اور سائیکل چلانا جانتے ہوں۔ معقول تنخواہ دی جائے گی۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں۔

"تم نے جس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہے کہ تم اپنی جانیں اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی وجاہت سب کچھ اس پر قربان کر دو گے وہ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے اور تمہارے مال تم سے مانگتا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو۔" (وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ اماء اللہ غانا کی مستعدی

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ بیرون پاکستان تحریک جدید کے مالی جہاد میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ چنانچہ غانا سے اب تک لجنہ کی ۱۳۳ ممبرات نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے -/۱۰۳۲۳ سیڈی کے وعدے بھجوائے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے غیر معمولی فضلوں سے نوازے اور بیش در بیش قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جائے۔

(وکیل المال (ثانی) تحریک جدید)

جماعت نائیجیریا کی تحریک جدید کے مالی جہاد میں قابل تقلید قربانی

مکرم منیر احمد لسمل صاحب قائمقام امیر و مشنری انچارج نائیجیریا نے اطلاع دی ہے۔ کہ جماعت نائیجیریا کے امسال ۱۶۷۴۰ نیرا (دو لاکھ ستانوے ہزار روپے) ہو گئے ہیں۔ جو کہ گزشتہ سال سے ۲۹٪ زیادہ ہیں۔ وصولی کی رفتار بھی تسلی بخش ہے۔ اسی طرح وعدہ کنندگان اور معاونین خصوصی کی تعداد میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک!

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے اور بیش از بیش قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جائے۔

(وکیل اعلیٰ (ثانی) تحریک جدید ربوہ)

الفضل نہ ملنے کی شکایات

کچھ عرصہ سے متعدد احباب کو شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ ان کو اخبار "الفضل" کا پرچہ بذریعہ ڈاک باقاعدگی سے نہیں مل رہا۔ اور بعض کو کچھ عرصہ سے سرے سے مل ہی نہیں رہا۔

خاکسار نے مکرم پی۔ ایم۔ جی صاحب کراچی لاہور اور پشاور اور پوسٹماسٹر صاحب حیدرآباد وغیرہ کو تاریں دے کر توجہ دلائی ہے۔ امید ہے ذمہ دار افسران اس بارے میں توجہ فرما کر شکایات کو جلد از جلد دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ربوہ سے بذریعہ ڈاک تمام خریداروں کی خدمت میں پرچہ باقاعدگی سے بھجوایا جا رہا ہے۔

(خاکسار۔ مینیجر الفضل ربوہ)

گمشدہ تکیہ و کھیس

دارالعلوم غربی سے نظارت امور عامہ آتے ہوئے سائیکل سے ایک تکیہ اور کھیس کہیں گر گیا ہے۔ اگر کسی دوست کو ملے ہوں تو براہ کرم درج ذیل پتہ پر پہنچا کر شکریہ کا موقع دیں۔

(محمد نواز مومن کارکن دفتر بہشتی مقبرہ دارالعلوم غربی۔ ربوہ)

ہاضمہ اور پیٹ کی کیورز CURES

INTERNATIONAL NAME	اردو نام
Indigestion Cure	بدہضمی کیور
Flatulence Cure	گیس پیٹ کیور
Saliva Cure	لعاب کیور
Heartburn Cure	جلن سینہ کیور
Vomiting Cure	قے۔ متلی کیور
Anemia Cure	کمی خون کیور
Colic Cure	پیٹ درد کیور
Constipation Cure	قبض کیور
Diarrhea Cure	اسہال کیور
Dysentary Cure	پرانی پیچش کیور
Piles Cure	بائلز کیور
Prolapsus Cure	کانچ نکلنا کیور
Worms Cure	کرم کیور
Enlarged Abdomen Cure	بڑا پیٹ کیور

ہر دائی کیور ملک بھر کے دوا فروشوں سے طلبیں لٹریچر فری

کیورٹو سنٹرز

لاہور: مبشر میڈیکوز چوک میو ہسپتال
کراچی: خواجہ میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ
راولپنڈی: شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
ملتان: الطاف میڈیکل ہال صدر بازار۔
گجرات: مظہر میڈیکل ہال چوک نواب صاحب
گوجرانوالہ: ہومیو دارالشفا نعمانیہ روڈ نعمانیہ چوک
منڈی بہاؤالدین: اسراری دواخانہ کمیٹی بازار
جھنگ: حکیم ارشد جاوید اندرون ممنا گیٹ
اوکاڑہ: ہومیو ڈاکٹر محمد اقبال دیپالپور چوک
وہاڑی: قدافی میڈیکل سٹور کلب روڈ نزد اسلامیہ سکول
پشاور: اختر میڈیکل سٹور ہسپتال روڈ،
کوہاٹ: عزیز اینڈ کو کیمسٹ بنوں روڈ
مردان: ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نیو مارکیٹ
بنوں: حاجی نور الٰہی محمد اسلم کیمسٹ اندرون لکی گیٹ
سکھر: مدنی ٹریڈرز، مدنی مارکیٹ،
کوئٹہ: غفور میڈیکل سٹور سورج گنج بازار

کیورٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) 606-607 گولبازار ربوہ

لیڈیز پرس

کی عمدہ ورائٹی ہمارے ہاں دستیاب ہے

پروپرائٹر:۔ نعیم احمد کھوکھر

نعیم جنرل سٹور

مین بازار شیخوپورہ

ضروری اطلاع

اقصیٰ چوک ربوہ میں حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) پر حکیم محمود احمد صاحب باقاعدگی سے خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جان

سروس اسٹیشن احمد نگر

سروس کا بہترین انتظام۔ تسلی بخش کام۔ میٹھا پانی اور لیبارٹری ٹیسٹ۔ آپ کی گاڑیوں کی تسلی بخش سروس کی جاتی ہے۔ خدمت کا موقع ضرور دیجئے

طفیل اینڈ عبدالغفور لاری اڈہ احمد نگر

ھو الناصر

اعلیٰ معیار کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے

الکریم جیولرز

ائیر کنڈیشنڈ

فون: ۶۸۵۵۱۱

بازار فیصل

کریم آباد (چورنگی) کراچی ۱۹ پروپرائٹر: میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

مجید ٹاؤن

رہائشی منصوبہ نزد بیت الاقصیٰ ربوہ

باقاعدہ منظور شدہ

ہر نقص سے پاک

چوہدری عبدالمجید وڈ رائچ ایڈووکیٹ

فیکٹری ایریا۔ ربوہ

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان

ہو چکا ہے:

آپ کو معلوم ہو کہ ہمارے دواخانہ میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز کا نام اب:

خدمت کی راہوں پر رواں دواں: دیرینہ علوم

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۷۴۸۴۴

بالمقابل ایوان محمود، ربوہ، فون: ۶۳۸

۷۱۔ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ چوک ریدکا ضلع سیالکوٹ